عتیق احمد جیلانی :

"معارف اور شعراء کے تذکرے"

وسائلِ تحقیق میں شعرأ کے تذکروں کی اہمیت مسلم ہے۔ رسالہ "معارف" اعظم گڑھ نے ابتداء ہی سے اِس طرف توجہ کی اور اِس سلسلے میں مقالات و مضامین شائع کیے۔ نوعیت کے لحاظ سے ان کی تین قسمیں ہیں، اول بعض نایاب یا کم یاب تذکروں کا تعارف، دوم تذکروں کے مندرجات کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ؛ سوم بعض تذکروں کی روشنی میں کسی خاص شاعر کے احوال کی تحقیق۔ زیرِ نظر جائزے کا مقصود قارئینِ تحقیق کو اِس ذخیرۂ مقالات سے متعارف کرانا ہے جو زمانی لحاظ سے سات دھائیوں پر محیط ہے۔

"معارف" کے صفحات پر سب سے پہلے گارسین دتاسی (Garcin De Tassy) کا تذکرہ موضوعِ گفتگو بنا ہے۔ اِس ضمن میں مولوی محمد محفوظ الحق کا مضمون اگست اور ستمبر ۱۹۲۲ء کے شماروں میں اور قاضی عبدالودود کا مقالہ اکتوبر ۱۹۶۲ء کے شمارے میں شامل ہے۔ ۱ مذکورہ تحریروں پر ہمارا تبصرہ "تحقیق"، شمارۂ اول ۱۹۸۷ء میں شائع ہو چکا ہے۔

"معارف" اگست ۱۹۲۳ء، جلد ۱۲، شمارہ ۲ میں مولانا عبدالسلام ندوی نے تذکرۂ مصحفی (قلمی) مملوکہ کتب خانہ

۱۔ قاضی عبدالودود نے "صحیفہ" لاهور، شمارہ ۳، دسمبر ۱۹۵۷ء میں زیادہ تفصیل کے ساتھ دتاسی کی فروگذاشتوں کا جائزہ لیا ہے۔

ندوۃ العلماء کا تعارف کرایا ہے ۔ اس نسخے کی خصوصیت یہ ہے کہ اسے مصحفی کی زندگی میں لکھا گیا اور خود اُن کی تحریر کا کافی حصہ اس میں شامل ہے ، اس نسخے میں ۱۹۶ شعرا کا احوال مندرج ہے ، جب کہ نسخہ رام پور میں ۱۹۲ اور مولوی عبدالحق کے مطبوعہ نسخے (۱۹۲۳ع) میں ۱۹۳ شعرا کا حال ملتا ہے ۔۱ مولانا عبدالسلام ندوی نے زیر نظر مضمون میں مصحفی کے حالات بیان کرنے کے ساتھ ساتھ مذکورہ تذکرے کی مدد سے "آبِ حیات" کے بعض بیانات کی صحت پر شبہے کا اظہار بھی کیا ہے۔ ڈاکٹر اکبر حیدری کشمیری نے "تذکرۃ الشعراء معروف بہ تذکرۂ ہندی (نسخۂ ندوہ)" مرتب کر کے ۱۹۸۰ع میں لکھنؤ سے شائع کردیا ہے ۔

مولانا حبیب الرحمان خاں شروانی نے "معارف" مارچ ۱۹۳۴ع جلد ۳۱، شمارہ ۳ میں "تذکرہ مخزن الغرائب" از ملّا احمد علی ہاشمی سندیلوی، کے ایک قلمی نسخے کا تعارف تحریر کیا ہے ۔ مخطوطے کے ضروری کوائف ظاہر کرنے کے بعد اس سے انشاءاللہ خاں انشا کے حالات نقل کیے ہیں اور لکھا ہے کہ "آبِ حیات سے مقابلہ کیا، بعض واقعات کے لحاظ سے ظلمات و نور کا فرق معلوم ہوا"۔ (ص ۲۱۶) اس مضمون کے آخر میں "معارف" کی طرف سے نوٹ ہے کہ "مخزن الغرائب" کا ایک نسخہ مولانا شبلی نعمانی کا خرید کردہ دار المصنفین میں بھی موجود ہے ۔۲

۱۔ "نگار" سال نامہ ۱۹۶۴ع "تذکروں کا تذکرہ نمبر" میں ۱۹۱ شعرا کی فہرست دی گئی ہے ۔

۲۔ مولانا عبدالمجید ندوی "مخزن الغرائب" نسخۂ ندوہ کا ذکر کرتے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶۱ پر)

"تذکرہ مخزن الغرائب پر ایک نظر" کے عنوان سے مولوی محمد محفوظ الحق کا ایک مقالہ "معارف" جون ۱۹۲۴ء، جلد ۱۳، شمارہ ۲۶ کی زینت ہے۔ اس مقالے میں انھوں نے صاحب تذکرہ کے حالات تفصیلاً درج کیے ہیں۔ انھیں حبیب الرحمٰن خاں شروانی کی اس رائے سے اختلاف ہے کہ احمد علی ہاشمی نے مذکورہ تذکرہ مرزا نجف خاں کے فیض صحبت سے تحریر کیا۔ علاوہ ازیں وہ ندوہ کے نسخے (مکتوبہ ۱۲۲۰ھ) کو قدیم ترین ۱ اور بوڈلین کے نسخے (مکتوبہ ۱۱ صفر ۱۲۲۴ھ) کو دوسرے نمبر پر قرار دیتے ہیں۔ نسخۂ خدا بخش کے بارے میں ان کا خیال ہے کہ یہ قدیم نہیں ۲۔

(صفحہ ۲۶۰ کا بقیہ حاشیہ)

ہوئے لکھتے ہیں: "احمد علی ہاشمی سندیلوی کے مشہور تذکرے کا زمانۂ تصنیف ۱۲۱۸ھ ہے۔ پیش نظر نسخہ قلمی ۱۲۲۰ھ کا مکتوبہ ہے، یعنی تصنیف کے کل دو سال بعد کا ہے۔ تقطیع کلاں کے ۱۰۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ کاغذ دبیز بادامی، خط فارسی نستعلیق ہے۔ کاتب کے نام کا صحیح پتا نہ چل سکا، غالباً عزیز الدین ہے" (بحوالہ "کتب خانہ دارالمصنفین کے نوادرات و مخطوطات" مشمولہ "معارف" نومبر ۱۹۶۸ء، جلد ۱۰۲، شمارہ ۵۔)

۱۔ ذخیرۂ شیرانی میں موجود مخطوطۂ "مخزن الغرائب" قدیم ترین ہے۔ اس کی کتابت کا سال ۱۲۱۹ھ ہے۔ (بحوالہ "فہرست مخطوطات شیرانی" مشمولہ مجلۂ ادارۂ تحقیقات پاکستان، لاہور، جنوری و اپریل ۱۹۶۷ء، جلد ۴، شمارہ ۱، ۲۔)

۲۔ نسخۂ خدابخش بھی ۱۲۲۴ھ کا مکتوبہ ہے۔ (بحوالہ، ڈاکٹر سید علی رضا نقوی: تذکرہ نویسی فارسی در ہند و پاکستان، تہران، مطبوعات علمی، ۱۹۶۴ء۔)

"تذکرہ گلزار اعظم، جنوبی ہند کے فارسی شعراء کا ایک اہم تذکرہ ہے۔ اس سے متعلق دو مضامین 'معارف' میں موجود ہیں۔ پہلا مضمون سید فضل الرحمان کا تحریر کردہ ہے اور مارچ ۱۹۲۵ع، جلد ۱۲، شمارہ ۳ میں شائع ہوا ہے۔ مقالے کے آغاز میں ایران کے صفوی اور ہندوستان کے مغل عہد، خصوصاً دورِ اکبری میں فارسی شاعری کا مختصر احوال ہے، اور پھر مذکورہ تذکرے کا تعارف ایک قلمی نسخے کے طور پر کرایا گیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ نسخہ مطبوعہ ہے، البتہ اس کی طباعت کچھ ایسی ہوئی ہے کہ قلمی ہونے کا دھوکا ہوتا ہے۔[۱] چنانچہ 'معارف' جولائی ۱۹۲۵ع، جلد ۱۷، شمارہ ۱ میں مولوی محمد محفوظ الحق نے نہ صرف یہ غلط فہمی دور کی بلکہ صاحب تذکرہ نواب محمد غوث خان اعظم کے تصنیف کردہ پہلے تذکرے "صبحِ وطن" کا تفصیلی تعارف بھی کرایا ہے۔ سید فضل الرحمان سے ایک سہو اور ہوا، وہ لکھتے ہیں:

"کتاب کی تکمیل ۱۲۷۲ھ کے پہلے یا ابتدائی سن میں ہوئی ہے۔ ہاں کتاب کی تصنیف کا کام ۱۲۵۷ھ کے بعد شروع ہوا۔" (ص ۲۱۱)۔ جب کہ مولوی محفوظ الحق کا خیال ہے کہ ۱۲۵۷ھ نواب موصوف

۱۔ کتب خانۂ خاص انجمن ترقیٔ اردو، پاکستان میں تذکرہ "گلزار اعظم فارسی" کے دو مطبوعہ نسخے موجود ہیں۔ صفحۂ اوّل کی عبارت سے بھی مطبوعہ ہونے کا پتا چلتا ہے: "تذکرۂ گلزارِ اعظم۔۔ در مطبع سرکاری بقالبِ طبع درآمد ۱۲۷۲ ہجری۔" دوسرے نسخے میں کسی اہلِ علم کے قلم سے مفید حواشی بھی موجود ہیں، جب کہ صفحۂ اوّل پر یہ شعر زائد ہے:

سروے بر بود درین گلشن تا کہ از کجروی ثمر دارد

کے تذکرہ "صبحِ وطن" (تذکرہ شعرائے کرناٹک) کا سالِ تصنیف ہے۔۱
اور "گلزارِ اعظم" ۱۲۶۷ھ میں شروع ہو کر ۱۲۶۹ھ میں مکمل ہوا۔
مطبوعہ نسخے میں قطعۂ تاریخ موجود ہے:

"در عرصۂ دو سال شاهد مدعارا بحلیۂ انصرام آراستم و
بحلیۂ اختتام پیراستم بلبلِ خوش نوای قلم در گلزمین
نام و تاریخش باین برگ و ساز نغمہ پرداز است: قطعہ
چوتیار شد گلشنِ بے خزاں   کہ افزاید از سیرآن عقل و هوش

۱۔ ڈاکٹر سید علی رضا نقوی اس تذکرے کا سالِ اتمام ۱۲۵۸ھ قرار دیتے ہیں۔ (بحوالہ "تاریخ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و هند"، پانچویں جلد، فارسی ادب، حصہ سوم، لاهور، پنجاب یونیورسٹی، فروری ۱۹۷۲ء، ص ۲۱۰-)، عارف نوشاهی اس کا سالِ تالیف ۱۲۵۷ھ تحریر کرتے ہیں۔ (بحوالہ "فہرست نسخہ هائے خطی فارسی" اسلام آباد، مرکزِ تحقیقاتِ فارسی، ۱۹۸۴ء-) خود تذکرۂ "صبحِ وطن" میں شامل آٹھ قطعاتِ تاریخ سے تین مختلف سال هائے اتمام ظاهر ہوتے ہیں۔ (پانچ قطعات سے ۱۲۵۷ھ، دو قطعات سے ۱۲۵۶ھ اور ایک قطعے سے ۱۲۵۸ھ)- "معارف" کے مقالہ نگار مولوی محفوظ الحق کے پیشِ نظر "صبحِ وطن" کا جو نسخہ تھا وہ چہاردهم ذی العقدہ ۱۲۵۹ھ، مطابق سات دسمبر ۱۸۴۳ء کا مطبوعہ ہے۔ اسی اشاعت کا ایک نسخہ انجمن ترقیٔ اردو، پاکستان کے کتب خانے میں موجود ہے۔ لیکن سندھ یونیورسٹی جام شورو کے مرکزی کتاب خانے میں جو مطبوعہ نسخہ ہے، اس پر تاریخ طباعت نہم رجب ۱۲۵۸ھ مطابق ۱۷ اگست ۱۸۴۲ء درج ہے۔ گویا یہ اشاعت اوّل ہے۔

شدم درپے نام و تاریخ تو ندا کرد "گلزار اعظم" سروش"۔
(۱۲۶۹ھ)

"تذکرۂ علی الکردیزی" کے عنوان سے سید تمکین کاظمی کا مقالہ "معارف" فروری ۱۹۲۸ء، جلد ۲۱، شمارہ ۲ میں شامل ہے۔ مصنف نے ذی الحجہ ۱۱۷۳ھ کے مکتوبہ قلمی نسخے کی بنیاد پر مذکورہ تذکرے کا تعارف کرایا ہے۔ یہ مخطوطہ خواجہ غلام رازی خاں جیو کے حسب الارشاد دہلی میں نقل ہوا۔ مولوی عبدالحق نے مقدمہ تذکرۂ ریختہ گویاں، (مطبوعہ ۱۹۳۳ء) میں ۱۱۷۲ھ کے مکتوبہ ایک نسخے کا ذکر کیا ہے لیکن اس کا پتا نہیں بتایا اور مزید کیفیت ظاہر نہیں کی۔ اس طرح معلوم نسخوں میں ۱۱۷۳ھ کا نسخہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

"معارف" فروری ۱۹۳۵ء، جلد ۳۵، شمارہ ۲ میں سید نصیرالدین ہاشمی کا مقالہ بعنوان "تمنا کا تذکرۂ شعرا" موجود ہے۔ فاضل مصنف نے تمہید کے طور پر لکھا ہے: "تذکرے کی کتابوں کی تالیف میں بھی دکن کو اولیت کا فخر حاصل ہے، دکن میں مرتب شدہ تذکرے، شمالی ہند کے تذکروں سے قدیم ہیں۔" (ص ۱۲۳)۔ اس کے بعد گلشن گفتار، تحفۃ الشعرا، ریاض حسنی۔۲ اور چمنستان شعرا کا ذکر کیا ہے اور گلشن گفتار از حمید اورنگ آبادی کا سال تالیف ۱۱۶۵ھ قرار دے کر اسے اردو شعرا کا قدیم ترین

۱۔ "تذکرہ گلزار اعظم" مخزونہ انجمن ترقی اردو، پاکستان، ص ۷۔

۲۔ عنایت اللہ فتوت کے اس تذکرے کے تفصیلی تعارف پر مبنی سید نصیرالدین ہاشمی کا مقالہ بعنوان "شعرائے اردو کا ایک نایاب تذکرہ" رسالہ "ہندستانی" میں شائع ہو چکا ہے۔ (رسالہ ہندستانی، اکتوبر ۱۹۳۳ء، جلد ۳، ص ۳۸۱ تا ۳۹۹)۔

تذکرہ لکھا ھے۔۱ اس مقالے میں سید نصیرالدین ھاشمی نے تذکرۂ تمنا (گل عجائب) کے جس قلمی نسخے کا تعارف کرایا ھے، اس کا تعلق کتب خانۂ آصفیہ سے ھے۔ انھوں نے قطعات تاریخ کے حوالے سے آغاز و اختتام کے سال ۱۱۹۲ھ اور ۱۱۹۳ھ درج کیے ھیں۔ مولوی عبدالحق کے مقدمے سے بھی اس کی تائید ھوتی ھے لیکن ڈاکٹر فرمان فتح پوری کی کتاب "اردو شعرأ کے تذکرے اور تذکرہ نگاری" کے صفحہ ۱۶۶ اور صفحہ ۱۷۱ پر ادارے کی طرف سے حواشی میں مختلف دلائل کے بعد لکھا ھے: "گل عجائب کی تالیف ۱۱۸۳ھ اور ۱۱۹۰ھ کے مابین ھوئی ھے۔ گل عجائب کا نام بقول مولوی عبدالحق مرحوم 'رنگ دوم گل عجائب من مقالات الغرائب' تھا۔ اصل کتاب ناپید ھے اس لیے تاریخی قطعات مقالات الغرائب کے ھوں گے۔"

تذکرے کے نام پر تبصرہ کرتے ھوئے مولوی عبدالحق لکھتے ھیں: "اس تذکرے کا نام پہلے ورق کی پیشانی پر یوں لکھا ھے 'رنگ دوم گل عجائب من مقالات الغرائب'، اس سے معلوم ھوتا ھے کہ تمنا کی کوئی تالیف 'مقالات الغرائب' نام کی تھی جو کئی مقالوں پر مشتمل تھی۔ ھرمقالے کو اس نے گل سے موسوم کیا ھے اور ھرگل کے ذیلی باب کو رنگ کا نام دیا ھے۔ یہ تذکرۂ

۱۔ محققین اس خیال کو رد کر چکے ھیں۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے: مقالہ "شعرائے اردو کے تذکرے" از ڈاکٹر سید عبداللہ، مشمولہ "اردو" جولائی ۱۹۳۲ء اور "اردو شعرا کے تذکرے اور تذکرہ نگاری" از ڈاکٹر فرمان فتح پوری، طبع اول، لاھور، مجلس ترقیٔ ادب، ۱۹۶۲ء، ص ۲۶۔

گُلِ عجائب کا رنگ دوم ہے۔ چوں کہ پوری کتاب اب تک دستیاب نہیں ہوئی اس لیے یہ کہنا مشکل ہے کہ اس میں کتنے گُل، اور کتنے 'رنگ' ہیں اور ان میں کن کن مضامین سے بحث کی گئی ہے۔ مؤلف نے اس حصّے کا نام جو تذکرۂ شاعراں پر مشتمل ہے 'گُلِ عجائب' رکھا ہے۔"۱

خان آرزو کے معروف تذکرے "مجمع النفائس" پر جناب اقبال انصاری کا مقالہ دو قسطوں میں "معارف" اگست، ستمبر ۱۹۳۱ء، جلد ۲۸، شمارہ ۲، ۳ میں شائع ہوا ہے۔ اس مقالے کی بنیاد "مجمع النفائس" کے دو قلمی نسخوں پر رکھی گئی ہے۔ ایک بانکی پور اور دوسرا ایشیاٹک سوسائٹی کا کلکتہ نسخہ۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے نسخے کی صرف اطلاع دی گئی ہے۔ ان تینوں کا سال کتابت بھی درج نہیں کیا گیا۔۲ بعد ازاں صاحب تذکرہ کے معاصرین آزاد، خوشگو، میر محمد افضل ثابت، سعداللہ گلشن، قزلباش خاں امید، میر شمس الدین فقیر اور شیخ علی حزیں وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ آخر میں "مجمع النفائس"

۱۔ مولوی عبدالحق: مقدمہ "گُلِ عجائب" طبع اوّل، اورنگ آباد: انجمن ترقیٔ اردو، ۱۹۳۶ء۔

۲۔ "مجمع النفائس" میں شامل بارھویں صدی ھجری کے تراجم پہلے خدابخش لائبریری جرنل شمارہ ۳، ۱۹۷۷ء میں اور باقی کتابی صورت میں شائع ہو چکے ہیں۔ مذکورہ شمارے میں عابد رضا بیدار نے اس تذکرے کے دو خطی نسخوں کا ذکر کیا: "کتابخانۂ خدابخش دو نسخہ دارد، یکی اساس ما مؤرخ ۱۱۷۹ھ است و دومین مؤرخ ۱۱۹۶ھ"۔ (ص ۲)۔ فہرست مخطوطات شیرانی میں مذکور نسخے کی تاریخ اتمام کتابت ۱۷ صفر ۱۱۹۱ھ ہے۔

کی چند خامیوں کی طرف اشارہ ہے، مثلاً رشید وطواط کے ذکر میں اس کی مشہور و معروف تصنیف "حدائق السحر" کا کوئی تذکرہ نہیں ہے، حالاں کہ شرف الدین رومی کے ذکر میں ان کی کتاب "حدائق الحقائق" اور رشید وطواط کی "حدائق السحر" کا تذکرہ موجود ہے۔ (ص ۲۱٦)۔ اسدی طوسی، صاحب گرشاسپ نامہ کو فردوسی کا استاد مانا ہے جو غلط ہے۔ (ص ۲۱۷)۔ شیخ محسن فانی کے کلام میں اس کے محاسنِ کلام پر تو روشنی ڈالی ہے لیکن اس کی "دبستان" کا ذکر نہیں کیا بلکہ دیباچے میں "دبستان" کو ملا مؤبد کی جانب منسوب کردیا ہے۔ (ص ۲۱۷)۔

'معارف' ستمبر ۱۹۵۱ء، جلد ۴۸، شمارہ ۳ میں قاضی محمد ابراہیم کا مقالہ دولت شاہ اور اس کا "تذکرۃ الشعرأ"-۱ موجود ہے۔ فاضل مقالہ نگار صاحب تذکرہ امیر دولت شاہ سمرقندی کے سال ولادت کا تعین کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔ "دولت شاہ کی تاریخ ولادت کا کسی تاریخ یا تذکرے میں تلاش کرنا بے سود ہے، نہ خود دولت شاہ نے اس کا کہیں ذکر کیا ہے اور نہ 'مجالس النفائس' میں اس کا کہیں سراغ ملتا ہے۔ البتہ مقدمہ' تذکرۃ الشعرأ' سے پتہ چلتا ہے کہ دولت شاہ نے پچاس سال کی عمر میں تذکرۃ الشعرأ، کو پایۂ تکمیل کو پہنچایا، 'مرآۃ الصفا' کا مصنف دولت شاہ کی تاریخ وفات ۹۰۲ھ بتاتا ہے۔ یہ دونوں باتیں سنہ ولادت کے معلوم کرنے میں بہت حد تک معاون ہیں۔ اس طرح دولت شاہ کی تاریخ

۱۔ اس تذکرے کے متعدد قلمی اور مطبوعہ نسخے دنیا کے کئی کتب خانوں میں دستیاب ہیں، جن کی تفصیل اسٹوری کی "پرشین لٹریچر" میں (ج ۱ ح ۲، ص ۷۸۵ تا ۷۸۷) دیکھی جا سکتی ہے۔

ولادت تقریباً ۸۴۲ھ ہونی چاہیے۔" (ص ۱۸۲) اس اقتباس میں "مرآۃ الصفا" کا حوالہ قاضی صاحب کے استدلال کو تقویت پہنچانے کے بجائے الجھا رہا ہے۔ دولت شاہ کی تاریخ ولادت معلوم کرنے کے لیے یہ بیان ہی کافی تھا کہ امیر نے اپنا تذکرہ بعمر پچاس سال، ۸۹۲ھ میں مکمل کیا۔ اس بحث کے بعد قاضی محمد ابراہیم نے امیر دولت شاہ کی ناقدانہ بصیرت کی بہت سی مثالیں پیش کی ہیں اور اس کے ساتھ ہی تذکرے میں موجود چند واقعاتی اغلاط کی نشان دہی بھی کی ہے۔ مثال کے طور پر دولت شاہ، قطران کو ترمذی بتاتا ہے؛ حالاں کہ وہ تبریزی ہے۔ فرخی کو بھی ترمذی بتایا ہے حالاں کہ خود اس نے اپنے دیوان میں اپنے سیستانی ہونے کا کئی بار ذکر کیا ہے۔ (ص ۲۰۳) — دولت شاہ، مسعود سعد سلمان کو جرجانی لکھتا ہے . . . اس کے مولد لاہور کا ذکر نہیں کرتا۔ اس کے علاوہ لکھتا ہے کہ مسعود، عنصرالمعالی منوچہر بن قابوس کے عہدِ حکومت میں تھا۔ حالاں کہ مسعود کے پیدا ہونے سے بہت پہلے ۴۲۴ھ میں منوچہر انتقال کر چکا تھا۔ (ص ۲۰۴)۔ سعدی کو شیخ عبدالقادر جیلانی کا مُرید بنا دیتا ہے اور ان کی رفاقت میں سعدی کا حج کرنا بھی تحریر کیا ہے۔ حالاں کہ یہ بات تاریخی طور پر بالکل غلط ہے۔ (ص ۲۰۴)۔ زیرِ نظر مقالے کی بنیاد "تذکرۃ الشعرأ" کا لاہور ایڈیشن ہے۔

ڈاکٹر شوکت سبزواری کا ایک مقالہ بعنوان "تذکرہ نشترِ عشق" 'معارف' فروری ۱۹۵۴ء، جلد ۷۳، شمارہ ۲ میں شامل ہے۔ اس مقالے میں ڈھاکہ یونیورسٹی میں موجود قلمی نسخے کا تعارف کرایا گیا ہے۔ ڈاکٹر سبزواری نے نسخۂ رام پور اور نسخۂ خدا بخش کی اطلاع بھی دی ہے۔ مضمون کی ابتداء میں صاحبِ تذکرہ حسین قلی خاں

عاشقی عظیم آبادی کے حالات دیے گئے ہیں اور پھر اس امر کی نشان‌دہی کی گئی ہے کہ فارسی گو شعرا کے اس تذکرے سے ریختہ گو شاعروں کے احوال پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ خصوصاً درد، سودا، سراج‌الدین سراج، شفیق اورنگ آبادی، اشرف علی فغان، قمرالدین منت، عطاحسین خان تحسین -۱ اور انشا وغیرہ کے متعلق کچھ اطلاعات کی تصدیق ہوتی ہے اور بعض باتیں نئی معلوم ہوتی ہیں۔ مثلاً عاشقی نے خواجہ میر درد کی تاریخ وفات ۱۱۹۹ھ لکھی ہے اور میر اثر کا شعر درج کیا ہے جس سے یہ تاریخ نکلتی ہے۔ شعر یہ ہے:

وصل باشد چون وصالِ اولیا　　"وصل خواجہ میر درد" آمد ندا

مصحفی اور لطف کے برخلاف قمرالدین منت کا سال وفات ۱۲۰۸ھ لکھا ہے۔ اس تذکرے سے انشأ اور قتیل کے تعلقات پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

"تذکرہ نشترِ عشق" کی تلخیص پٹنے سے ۱۹۶۸ع میں شائع ہو چکی ہے۔ ۱۹۸۱ع میں تاجیکستان سے اصغر جانفدا کی تصحیح اور مقدمے کے ساتھ بھی یہ تذکرہ چھپ چکا ہے۔ ۲

۱۔ صحیح نام میر محمد حسین عطاخان تحسین (بحوالہ "نوطرز مرصع"، بمبئی، مطبع فضل‌الدین کھمکر، فروری ۱۸۴۶ع، ص ۳۔

۲۔ تاجیکستانی اشاعت کی بنیاد دو قلمی نسخے ہیں: "متنی را کہ شما ملاحظہ می فرمائید از روی دو نسخۂ معتبر کہ در کتابخانہ ہای اتحاد جماہیر شوروی موجود اند مرتب و تصحیح گردید" (پیش گفتار ص ۲)۔ اکبر حیدری کشمیری نے بھی پنجاب یونیورسٹی کے دو نسخوں اور نسخۂ راجا صاحب محمودآباد کا ذکر کیا ہے۔ (بحوالہ مقالہ "تذکرۂ نشترعشق" مشمولہ "قومی زبان" کراچی، جنوری ۱۹۷۷ع، جلد ۴۹، شمارہ ۱۔)

"تذکرۂ لباب الالباب، تالیف محمد عوفی کا ایک اہم مخطوطہ" کے عنوان سے ڈاکٹر نذیر احمد کا مقالہ معارف ستمبر ۱۹۸۸ع جلد ۶۷، شمارہ ۳ میں موجود ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے ابتداً میں مذکورہ تذکرے کے دو معروف و معلوم قلمی نسخوں کا ذکر کیا ہے، یعنی نسخۂ الیٹ (Elliot) اور نسخۂ کتاب خانۂ شاہان اودھ، پھر مرزا محمد قزوینی کے حوالے سے برٹش میوزیم لندن میں موجود سید علی بن محمودالحسینی کے تذکرے "بزم آرا" کے بارے میں اطلاع دی ہے کہ یہ تذکرہ دراصل "لباب الالباب" کی ایک نقل ہے۔ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں: "یہ تذکرہ (بزم آرا) عہد اکبری میں ہندوستان میں مرتب ہوا تھا۔ اس میں مؤلف نے پورا 'لباب الالباب' شامل کرلیا تھا مگر یہ اس مؤلف کی انتہائی بددیانتی ہے کہ اس نے 'لباب الالباب' کا نام کہیں بھی نہیں لکھا۔" (ص ۲۲۳) اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے لکھنؤ یونیورسٹی میں موجود ایک اور نسخے کا انکشاف کیا ہے۔ اس کی تفصیلات بیان کرنے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ "قیاس ہوتا ہے کہ ان تمام نسخوں کا منقول عنہ ایک ہی تھا۔۔۔ نقائص کا اتحاد صاف پتا دے رہا ہے کہ ایک وقت ایسا بھی تھا جب اس کتاب کا صرف ایک ناقص نسخہ موجود تھا۔" (ص ۲۲۴)۔

"خلاصۃالاشعار و زبدۃ الافکار" از تقی الدین محمد فارسی شعراً کا نہایت اہم تذکرہ ہے۔ اس تذکرے کے حوالے سے ڈاکٹر نذیر احمد کے تین مقالات "معارف" میں شائع ہوچکے ہیں۔ ۱ "خلاصۃ الاشعار مؤلفہ تقی الدین کاشی"، نومبر ۱۹۵۲ع، جلد ۷۰، شمارہ ۵۔ "تذکرہ خلاصۃ الاشعار و زبدۃ الافکار مؤلفہ تقی الدین محمد کاشانی کے چند مخطوطے ایران کے کتب خانوں میں"، جون

۱۹۵۶ع، جلد ۷۷، شمارہ ۶۔ "تذکرۂ خلاصۃ الاشعار اور عرفی و نظیری کے مختلف دور کی زندگی اور کلام پر ایک نظر"، اگست، ستمبر ۱۹۶۰ع، جلد ۸۶، شمارہ ۲، ۳۔ ڈاکٹر صاحب نے یورپ اور ہندوستان میں موجود ۱۴ نسخوں کے علاوہ تہران کے ان چار نسخوں کا بطور خاص ذکر کیا ہے ۱۔ نسخۂ کتاب خانۂ مجلس شورائے ملی (مکتوبہ ۱۰۱۳ھ) ۲۔ کتاب خانۂ مجلس میں موجود خلاصۂ 'خاتمۂ خلاصۃ الاشعار'، بخطِ مصنف۔ ۳۔ نسخۂ ڈاکٹر بیانی، رئیس کتاب خانۂ ملی تہران، جز اوّل 'خاتمۂ خلاصۃ الاشعار' بخطِ مصنف۔ ۴۔ نسخۂ کتاب خانۂ ملک 'خاتمۂ خلاصۃ الاشعار' کا انتخاب۔

ڈاکٹر صاحب نے نسخۂ ڈاکٹر عباس اقبال اشتیانی اور نسخۂ آقائے صادق انصاری کا ذکر بھی کیا ہے جن تک رسائی نہ ہوسکی۔ اگست ۱۹۶۰ع کے 'معارف' میں انھوں نے "خلاصۃالاشعار" نسخۂ مکتوبۂ ۹۹۳ھ، ۱۰۱۱ھ اور ۱۰۱۴ھ کے حوالے سے عرفی کی ہندوستان آمد (۹۹۴ھ) سے قبل کی معلومات دی ہیں۔ ان نسخوں میں موجود عرفی کے قصائد اور غزلیات کا تعلق بھی اسی دور سے ہے۔ اس طرح ستمبر ۱۹۶۰ع کے 'معارف' میں مذکورہ نسخوں کا موازنہ کرکے نظیری کے حالات درج کیے گئے ہیں اور ان میں موجود قصائد، غزلیات اور رباعیاتِ نظیری کی نشان‌دہی کی گئی ہے۔

ڈاکٹر نذیر احمد کا ایک اور مقالہ "فارسی کے چار نایاب تذکرے 'معارف' جولائی ۱۹۵۷ع جلد ۸۰، شمارہ ۱ میں شائع ہو چکا ہے۔ اس مقالے میں "نظم گزیدہ" از ناظم تبریزی، "سفینۂ بےخبر" از میرعظمت‌الله بےخبر، "شام غریباں" از لچھمی نرائن شفیق اور "مردم دیدہ" از حاکم لاهوری کا تعارف کرایا گیا ہے۔ "اس تعارف کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ اورینٹل کالج میگزین، فروری ۱۹۲۷ع میں ڈاکٹر

عبدالستار صدیقی نے فارسی ادب کی تاریخ کے سلسلے سے تذکروں کی ایک طویل فہرست سے روشناس کرایا تھا جس پر پروفیسر محمد شفیع نے ایک بڑی تعداد کا اضافہ کیا تھا۔ آخر میں پروفیسر مذکور نے گیارہ ایسے تذکروں کا ذکر کیا تھا جن کا نام تو ملتا ہے مگر جن کے کسی نسخے کا علم نہ تھا ... انھی میں سے چار تذکروں کو اس مضمون میں روشناس کرایا جا رہا ہے۔" (ص ۲۴)

فاضل مقالہ نگار کے پیش نظر "نظم گزیدہ" کا نسخۂ علی گڑھ (مکتوبہ رمضان المبارک ۱۱۰۳ھ) ہے۔ مقالے میں پہلے مؤلفِ تذکرہ خواجہ محمد صادق ناظم تبریزی کے حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے اور پھر سالِ تصنیف سے بحث کی گئی ہے۔ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں: "اگر نظم گزیدہ کی تاریخ اتمام کے متعلق ناظم کے قول سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ ۱۰۳۸ھ کے بعد کا ہے اور بظاہر اس کے غلط سمجھنے کی کوئی وجہ بھی نہیں تو اس تذکرے کے ہندوستان میں لکھے جانے کے قرائن ہاتھ آجاتے ہیں کیوں کہ ۱۰۳۷ھ میں ناظم کے قیام گجرات کے متعلق ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔" (ص ۲۷)۔

میر عظمت اللہ بے خبر بلگرامی مؤلف "سفینۂ بے خبر" سے متعلق اس مقالے میں "سروِ آزاد"، "خزانۂ عامرہ" اور "سفینۂ بے خبر" کے حوالے سے مفید معلومات دی گئی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے پیش نظر سفینہ کا نسخۂ علی گڑھ (مکتوبہ ۱۲۰۰ھ) ہے۔۱

۱۔ اس کتاب کے دو قلمی نسخے پنجاب یونیورسٹی کے کتاب خانے میں موجود ہیں۔ (بحوالہ "تاریخ ادبیات مسلمانانِ پاکستان و ہند"، محولہ بالا، ص ۱۸۴۔)

بعد ازاں اسی مقالے میں "شامِ غریباں" مؤلف لچھمی نرائن شفیق کے ایک قلمی نسخے کا ذکر ہے۔ لکھتے ہیں: "شامِ غریباں کا ایک ناقص الاوّل نسخہ انجمن ترقیٔ اردو ہند (علی گڑھ) کے کتاب خانے میں بھی موجود ہے۔ کیا عجب کہ یہ نسخہ وہی ہو جو ڈاکٹر عبدالحق صاحب کے مطالعے میں رہا ہو۔ بہر حال وہ ایک مجموعے میں شفیق کے دوسرے تذکرے "گلِ رعنا" کے ساتھ پیوست ہے۔" (ص ۳۵)۔

ڈاکٹر نذیر احمد نے آخر میں تذکرہ "مردم دیدہ" کے نسخۂ علی گڑھ کا تعارف کرایا ہے۔ لکھتے ہیں: "اس تذکرے کا ایک نسخہ انجمن ترقیٔ اردو علی گڑھ کے کتاب خانے میں موجود ہے جس کو احمق پھپھوندوی (مداح) نے کسی ایسے نسخے سے نقل کیا ہے جس کا ترقیمہ یہ ہے: نسخۂ مردم دیدہ بہ غرۂ رمضان المبارک ۱۱۸۱ھ بروز جمعہ در خجستہ بنیاد بہ اتمام رسید، مگر مداح کے بقول یہ نسخہ اغلاط سے پُر ہے"۔ (ص ۳۸)۔ ڈاکٹر صاحب نے حاشیے میں کتاب خانۂ حبیب گنج میں بھی ایک نسخے کی اطلاع دی ہے وضاحت کرتے ہیں: "وہاں کی فہرست دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ نسخہ مطبوعہ ہے مگر طباعت کی تاریخ نہیں دی گئی ہے البتہ ٹائپ میں چھپنے کی اطلاع ہے۔ (ص ۳۸) ۱۔

تذکرہ "مردم دیدہ" پہلے اورینٹل کالج میگزین، جلد ۳۱، ۱۹۵۵ع میں قسط وار شائع ہوا اور پھر کتابی صورت میں سامنے آیا۔

۱۔ "مردم دیدہ" مرتبہ سید عبداللہ کے پیش لفظ میں صراحت کی گئی ہے کہ یہ متن اس واحد اور کمیاب نسخے کے روٹوگرف کی مدد سے تیار کیا گیا ہے جو مرحوم صدر یار جنگ حبیب الرحمان خاں (بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷۴ پر)

"مذکر احباب کا تنقیدی جائزہ" اس عنوان کے تحت ڈاکٹر ام ھانی فخرالزماں کا مقالہ 'معارف' ستمبر ۱۹۶۲ع جلد ۹۰، شمارہ ۳ کی زینت ہے۔ "مذکر احباب" از بہاءالدین نثاری بخاری کا سال اتمام اس کے تاریخی نام سے ظاہر ہے:

چون دریں تذکرہ زبان قلم
ذکر احباب کرد از ہر باب
نام و تاریخ سال اتمامش
گشت از انرو "مذکر احباب" ۹۷۴ھ

(صفحہ ۲۷۳ کا بقیہ حاشیہ)

شروانی کے کتاب خانے میں موجود تھا۔ اس نسخے کی ایک روٹوگرف نقل اس وقت دانش گاہ پنجاب کے کتاب خانے میں محفوظ ہے"۔ (مردم دیدہ مرتبہ ڈاکٹر سید عبداللہ، طبع اوّل، لاھور، پنجابی ادبی اکیڈمی، ۱۹۶۱ع) اس ضمن میں راقم کے ایک استفسار کے جواب میں سید جمیل احمد رضوی ڈپٹی چیف لائبریرین، دانش گاہ پنجاب تحریر فرماتے ہیں۔ "ھماری لائبریری میں تذکرہ 'مردم دیدہ' کا روٹوگراف زیر شمارہ ۱۸، محفوظ ہے۔ یہ ٹائپ میں ہے۔ اس کے ۱۵۰ صفحات ہیں۔ اس کے آخر میں ایک نوٹ ملتا ہے جو غالباً نواب صدر یار جنگ محمد حبیب الرحمٰن خاں شروانی صدر الصدور کا لکھا ہوا ہے۔ اس کو ذیل میں نقل کرتا ہوں: 'در بلدہ' حیدرآباد دکن برائے نیازمند نقل شد'۔ اس کے نیچے پورے نام کے ساتھ دستخط موجود ہیں اور تاریخ ۱۰ رجب مرجب ۱۳۲۶ھ چہار شنبہ پڑی ہوئی ہے۔ اس داخلی شہادت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تذکرہ مطبوعہ نہیں ہے"۔ (مکتوب بنام راقم، مرقومہ ۲۶ مارچ ۱۹۱ع)۔

ڈاکٹر ام ہانی نے بعض داخلی شواہد سے ثابت کیا ہے کہ اس میں بہت بعد تک اضافے کا سلسلہ جاری رہا۔ بہاءالدین حسن نے یہ تذکرہ "مجالس النفائس" از میر علی شیر نوائی کے سلسلے کو قائم رکھنے کے لیے تحریر کیا تھا۔ چنانچہ فاضل مقالہ نگار نے دونوں تذکروں کو سامنے رکھ کر جائزہ لیا ہے کہ بہاءالدین حسن نثاری بخاری نے صاحب "مجالس النفائس" کے بیانات کی تنقید یا تکمیل کس طور پر کی ہے۔ دونوں تذکروں سے خواجہ ابوالبرکہ، خواجہ عبداللہ اور مولانا فضائی کے تراجم بطور مثال نقل کیے گئے ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے "نفائس المآثر"۔۱ کے ماخذ کی حیثیت سے "مذکر احباب" کا جائزہ لیا ہے۔ "نفائس المآثر از میر علاءالدولہ قزوینی کا اصل کام ۹۸۲ھ میں ختم ہوا تھا اور اضافے کا سلسلہ خود اس کی داخلی شہادتوں کی بنا پر ۹۹۸ھ تک جاری رہا۔" (ص ۲۱۳)۔ "حقیقت یہ ہے کہ نفائس المآثر کا معتدبہ حصہ مذکر احباب کا ممنون ہے مگر یہ امر بھی واضح کر دینا ضروری ہے کہ صاحب نفائس نے مذکر کی نہ اندھی تقلید کی ہے اور نہ تنہا اس کی اطلاعات پر قناعت کی ہے بلکہ اس کے ساتھ اپنی تحقیقات بھی تحریر کی ہیں۔ جا بجا مذکر کے

۱۔ "نفائس المآثر" کے نسخے علی گڑھ، رام پور، برٹش میوزیم، از پکستان اور میونخ کے کتاب خانوں میں موجود ہیں۔ مسلم یونی ورسٹی کا نسخہ (مکتوبہ ۱۰۸۵ھ) غالباً قدیم ترین ہے۔ اِسی نسخے کی مدد سے ڈاکٹر ام ہانی نے نفائس کا نہایت مکمل ایڈیشن تیار کیا ہے۔ (بحوالہ خلیق احمد نظامی: مقالہ "نفائس المآثر" مشمولہ "فکر و نظر" علی گڑھ، اکتوبر ۱۹۶۰ء، ص ۱۳۲۔)

اشعار سے صرف نظر کرکے اپنا انتخاب دیا ہے" (ص ۲۱۳)۔ صاحب "نفائس المآثر" نے بعض شعرا کے تراجم "مذکر احباب" سے بعینہ نقل کردیے ہیں اور ان کے احوال پر کوئی اضافہ نہیں کیا۔ مثلاً عبدالعزیز خاں، ابوالفتح سلطان سعید خاں بن ابوسعید خاں، مولانا فروغی، بیخودی، طاہر قاضی، علی بیگ، ہمدم کوکہ اور محرم کوکہ وغیرہ۔ ان کے علاوہ کامران، عسکری، ابراہیم مرزا قاسم، شیخ ابوالوجد، سلطان عادل لاری، خواجہ زادہ کاہلی، غزالی مشہدی، ہمایوں عراقی، مولانا واصفی، درویش مقصود تیرگر، نویدی نیشاپوری، مولانا شعوری، حاضری، نجاتی، خواجہ حسین مروی، ملا سہمی، مولانا عہدی، کوکبی اور امیدی عراقی وغیرہ کے ذیل میں مذکور بعض واقعات و اشعار قزوینی نے "مذکر احباب" سے لیے ہیں۔ زیرنظر مقالے کے آخر میں صاحب تذکرہ کے حالات دیے گئے ہیں اور ذخیرۂ حبیب گنج میں موجود "مذکر احباب" کے دو نسخوں کا تعارف کرایا گیا ہے۔

'معارف' دسمبر ۱۹۶۲ء، جلد ۹۰، شمارہ ۶ میں ڈاکٹر محمد عرفان کا مقالہ "قائم چاند پوری کا تذکرہ مخزن نکات" شائع ہوا ہے۔ اس مقالے میں "مخزن نکات" کے مطبوعہ نسخے کو بنیاد بنا کر اس کی خوبیوں اور خامیوں سے بحث کی گئی ہے۔ قائم نے اپنے تذکرے میں تقدم کا جو دعویٰ کیا ہے اس کے بارے میں محققین و ناقدین کی آرا پیش کرنے کے بعد مقالہ نگار اپنا خیال ظاہر کرتے ہیں کہ "میر اور فتح علی گردیزی کے تذکروں میں زمانی ترتیب کا لحاظ کیے بغیر شعرا کا ذکر کیا گیا ہے اس لیے قائم ان کو بیاض سمجھتے تھے، تذکرہ نہیں مانتے تھے۔ اس نقطۂ نظر سے انھوں نے اپنے تذکرے کو اردو کا پہلا تذکرہ مانا ہے"۔ (ص ۳۵۲)

'معارف' جلد ۹۲، شمارہ ۵، نومبر ۱۹۶۳ع میں ڈاکٹر ام ہانی فخرالزماں کا ایک اور مقالہ "نفائس المآثر بحیثیت مأخذ میخانہ" شامل ہے۔ "میخانہ" عبدالنبی قزوینی کی تالیف ہے، جس کا سال تکمیل ۱۰۲۸ھ ہے۔ یہ تذکرہ پروفیسر مولوی محمد شفیع کی تصحیح کے ساتھ پہلی مرتبہ ۱۹۲۶ع میں اورینٹل کالج میگزین میں شائع ہوا۔[۱] دوسری

---

۱ - پروفیسر مولوی محمد شفیع نے "میخانہ" کے دو نسخوں سے کام لیا ہے، ایک ذاتی نسخہ اور دوسرا رضالائبریری رام پور کا۔ دونوں کی کتابت، صاحب تذکرہ کی زندگی میں ہوئی تھی۔ مولوی محمد شفیع لکھتے ہیں: "انہوں (شبلی) نے غالباً سب سے پہلے شعرالعجم کی پہلی جلد میں 'میخانہ' کی طرف لوگوں کو توجہ دلائی... معلوم نہیں ہو سکا کہ مولانا نے 'میخانہ' کا مکمل نسخہ کہاں دیکھا تھا... گمان گزرتا ہے کہ کم سے کم ایک اور نسخہ 'میخانہ' کا مکمل یا نا مکمل ہندوستان میں موجود ہے۔" [" تذکرۂ میخانہ اور اس کا مصنف" مقالہ مشمولہ اورینٹل کالج میگزین، نمبر ۷، نومبر ۱۹۲۶ع، ص ۳ -] ڈاکٹر نذیر احمد لکھتے ہیں: "اس کا ایک نا مکمل نسخہ کتابخانہ ملّی تہران میں میری نظر سے گذرا... شبلی کے زیر استعمال نسخہ شاید کوئی اور ہے۔ ایرانی نسخے کے مطالب ہندی نسخوں سے زیادہ ہیں۔" ["تذکرۂ میخانہ کا ایک اہم مخطوطہ" مقالہ مشمولہ اورینٹل کالج میگزین، نمبر ۱۲۷، جلد ۳۳، عدد ۱، نومبر ۱۹۵۷ع -] احمد گلچین معانی نے ۱۰۷۱ ہجری کے مرقومہ نسخے کو بنیاد بنایا ہے - "میخانہ" کے مقدمے میں لکھتے ہیں: "این نسخہ کہ اساس طبع حاضر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷۸ پر)

مرتبہ احمد گلچین معانی نے مزید تحقیق و تنقید کے ساتھ ۱۳۸۰ھ میں شائع کیا۔ انھوں نے شعراء کے تراجم میں دیگر مآخذ سے بھی استفادہ کیا۔ احمد گلچین معانی نے ۱۵۰ سے زائد مآخذ سے مدد لی لیکن دسویں صدی ہجری کے شعراء کے لیے "تحفۂ سامی" کے سوا کوئی معاصر شہادت فراہم نہ ہوسکی۔ زیرِ نظر مقالے میں ڈاکٹر امِ ہانی نے "نفائس المآثر" (۹۷۳ھ - ۹۹۸ھ) کو بطور مأخذ "میخانہ" متعارف کرایا ہے اور "نفائس المآثر" کی مدد سے متعدد شعرأ کے احوال میں اضافی معلومات فراہم کی ہیں۔

"گلِ رعنا" از سید عبدالحی کے نئے ایڈیشن پر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا دیباچہ 'معارف' نومبر ۱۹۸۸ع، جلد ۱۴۲، شمارہ ۵ میں شائع ہوا ہے۔ اس مضمون میں تذکروں کی روایت کا مختصر احوال لکھنے کے بعد زیادہ زور قلم آزاد کی فروگذاشتوں کے بیان پر صرف ہوا ہے۔ ضمناً "گلِ رعنا" کی ضرورتِ تصنیف پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

اس جائزے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ 'معارف' کے صفحات میں فارسی و اردو شعرأ کے تذکروں سے متعلق ایک قابلِ قدر ذخیرۂ معلومات موجود ہے۔

(صفحہ ۲۷۷ کا بقیہ حاشیہ)

قرار گرفتہ است، سابقاً متعلق مرحوم سید عبدالرحیم خلخالی بودہ و خط و امضای آن مرحوم در حاشیۂ بعضی از صفحات آن نمودار است۔" [مقدمۂ تذکرۂ میخانہ، ایران، چاپخانۂ سپہر، نوروز ۱۳۴۰ - ص ۲]

پس نوشت

● — 'معارف' جنوری ۱۹۴۶ء، جلد ۵۷، شمارہ ۱، میں ڈاکٹر شوکت سبزواری کا مقالہ "شعرائے رامپور کا ایک قلمی تذکرہ" شامل ہے۔ یہ تذکرہ ایک فرانسیسی نژاد ہندوستانی جارج فانتوم متخلص بہ صاحب نے نواب کلب علی خاں بہادر والیٔ رامپور کے فرمان و ارشاد سے تالیف کیا۔ ڈاکٹر شوکت سبزواری، صاحبِ تذکرہ کے مختصر تعارف کے بعد متعلقہ قلمی نسخے سے متعلق تحریر کرتے ہیں: "تذکرہ عام سائز کے ۱۱۴ صفحات میں ہے، جس میں ہجا کی ترتیب سے ۶۳ رامپوری شعراء کا تذکرہ اور ان کے کلام کا بہترین انتخاب دیا گیا ہے... کاتب کا نام درج نہیں لیکن قیاس ہے کہ خود مؤلف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ سنہ کتابت بھی مرقوم نہیں ہے اور بعض مقامات پر نمونۂ کلام کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہے۔" (ص ۶۶)

● — 'معارف' فروری ۱۹۶۸ء، جلد ۱۰۱، شمارہ ۲، میں سید سلیمان ندوی کے نام نواب سید محمد علی حسن خاں کا مکتوب (مرقومہ ۱۰ مارچ ۱۹۳۳ء) شائع ہوا ہے۔ تذکرہ "صبحِ گلشن" کی تالیف سے متعلق یہ خط، نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ مکتوب‌نگار کے الفاظ ہیں: "آپ نے تذکرۂ صبح گلشن کی نسبت دریافت فرمایا ہے۔ بجوابِ والا نامہ گذارش ہے کہ میری عمر اس وقت دوازدہ سال کی تھی، لیکن استاد مرحوم کے فیض صحبت سے مذاقِ سخن پیدا ہوچکا تھا، اس لیے میں نے بمشورۂ استاد محترم مولوی محمد احسن صاحب مرحوم اور بمدد جناب مولوی سید یوسف علی صاحب مرحوم، جو تذکرے اور بیاضیں اس وقت موجود تھے، مختلف اشعار انتخاب کیے تھے، لیکن تکمیل و ترتیب اور دیباچہ حضرت والد مرحوم نے ترتیب دیا۔" (ص ۱۴۹)

کتابیات

۱- احمد گلچین معانی: "تاریخ تذکرہ ھاے فارسی"، تہران، انتشارات دانشگاہ، ۱۳۴۸-

۲- تحسین، میر محمد حسین عطا خاں: "نوطرزِ مرصّع"، بمبئی، مطبع فضل الدین کھمکر، ۳ فروری ۱۸۴۶ع-

۳- سید عبداللہ، ڈاکٹر: "فارسی زبان و ادب"، طبع اوّل، لاھور، مجلس ترقیٔ ادب، جون ۱۹۷۷ع-

۴- عارف نوشاھی: "فہرست نسخہ ھای خطی فارسی"، اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی، ۱۹۸۴ع-

۵- عبدالحق، مولوی: "مقدماتِ عبدالحق" پہلا پاکستانی ایڈیشن، لاھور، اردو مرکز ۱۹۶۴ع-

۶- علی رضا نقوی، سید، ڈاکٹر: "تذکرہ نویسی فارسی در ھند و پاکستان"، تہران، مطبوعاتِ علمی، ۱۹۶۴ع-

۷- فرمان فتح پوری، ڈاکٹر: "اردو شعراء کے تذکرے اور تذکرہ نگاری"، طبع اوّل، لاھور، مجلس ترقیٔ ادب، نومبر ۱۹۷۲ع-

۸- فیاض محمود، سید: "تاریخ ادبیات مسلمانانِ پاکستان و ھند" پانچویں جلد، فارسی ادب، حصہ سوم، اوّل؛ لاھور، پنجاب یونیورسٹی، فروری ۱۹۷۲ع-

9. C.A. Storey: Persian Literature, (Vol. I, Part 2), London, Luza and co., 1953.

تذکرے

۱- تحفۃ الشعراء از مرزا افضل بیگ خان قاقشال مرتبہ ڈاکٹر حفیظ قتیل، حیدرآباد دکن، سب رس کتاب گھر، ۱۹۶۱ع-

۲- تذکرۃ الشعراء از دولت شاہ سمرقندی، بمبئی، ناشر مرزا ملک الکتاب شیرازی، ۱۸۸۲ع-

۳- ایضاً ، مرتبہ محمد عباسی، تہران ، انتشارات کتابفروشی بارانی -

۴- تذکرۂ ہندی از مصحفی (نسخۂ ندوہ) مرتبہ ڈاکٹر اکبر حیدری کاشمیری ، لکھنؤ ، محمدی پبلیشرز ؛ جنوری ۱۹۸۰ع -

۵- ایضاً، مرتبہ مولوی عبدالحق، دھلی، جامع برقی پریس، ۱۹۳۳ع -

۶- ریختہ گویان از میر فتح علی گردیزی ، مرتبہ مولوی عبدالحق، اورنگ آباد، ۱۹۳۳ع -

۷- صبح وطن از محمد غوث خان اعظم ؛ مدراس، اگست ۱۸۴۲ع -

۸- گلزار اعظم از محمد غوث خان اعظم، مدراس، ۱۲۷۲ھ -

۹- گل عجائب از اسد علی تمنا، مرتبہ مولوی عبدالحق، اورنگ آباد، انجمن ترقیٔ اردو ، ۱۹۳۳ع -

۱۰- مخزن الغرائب از ملا احمد علی ھاشمی، (جلد اوّل)، لاھور، دانش گاہ پنجاب ، ۱۹۶۸ع -

۱۱- مخزن نکات از قائم چاند پوری، مرتبہ مولوی عبدالحق ، اوّل، اورنگ آباد ، انجمن ترقیٔ اردو ، ۱۹۶۹ع -

۱۲ مذکر احباب از بہاءالدین نثاری بخاری، مرتبہ سید محمد فضل اللہ، حیدرآباد دکن، دائرۃ المعارف العثمانیہ، ۱۹۶۹ع -

۱۳- مردم دیدہ از عبدالحکیم حاکم لاھوری، مرتبہ ڈاکٹر سید عبداللہ، لاھور ، پنجابی ادبی اکیڈمی ، ۱۹۶۱ع -

۱۴- میخانہ از عبدالنبی قزوینی ، مرتبہ احمد گلچین معانی، ایران ، چاپخانہ سپہر ، نوروز ۱۳۴۰ع -

۱۵- نشتر عشق از حسین قلی خان عاشقی ، مرتبہ اصغر جانفدا ، دو شنبہ (تاجیکستان)، نشریات دانش ، ۱۹۸۱ع -

رسائل

۱۔ اُردو، کراچی، جولائی ۱۹۶۲ء۔

۲۔ اورینٹل کالج میگزین، لاہور، نومبر ۱۹۲۶ء، فروری ۵۵ء
تا مئی ۵۷ء، اگست ۵۷ء۔

۳۔ خدابخش لائبریری جرنل، پٹنہ، نمبر ۳، ۱۹۷۷ء۔

۴۔ رسالہ ہندستانی، الہ آباد، اکتوبر ۱۹۳۳ء، جلد ۳، حصہ ۴۔

۵۔ صحیفہ، لاہور، نمبر ۳، دسمبر ۱۹۵۷ء۔

۶۔ فکر و نظر، علی گڑھ، اکتوبر ۱۹۶۰ء۔

۷۔ قومی زبان، کراچی، جنوری ۱۹۷۷ء، جلد ۴۷، شمارہ ۱۔

۸۔ مجلہ ادارۂ تحقیقاتِ پاکستان، دانش گاہِ پنجاب لاہور، خصوصی
نمبر مشتملبر فہرست مخطوطات شیرانی جنوری تا اپریل ۱۹۶۷ء۔

۹۔ معارف، اعظم گڑھ، متفرق شمارے۔

۱۰۔ نگار پاکستان، کراچی، تذکروں کا تذکرہ نمبر، ۱۹۶۴ء۔

مکتوب

۱۔ مکتوب سید جمیل احمد رضوی، ڈپٹی چیف لائبریرین، دانش گاہ
پنجاب، بنام راقم، مرقومہ ۲۶ مارچ ۱۹۹۱ء۔